138048 ـ بیوی پر ظلم کرنے اور بچی پر خرچ نہ کرنے والی خاوند کی امانت واپس نہ کرنا

سوال

ایك آدمی نے اپنی بیوی كے پاس آٹھ سو ڈالر امانت ركھے، اور جب بیوی كو طلاق دے دی تو بیوی نے اسے سات سو ڈالر واپس كیے، اب سو ڈالر بیوی كے ذمہ ہیں، بطور علم یہ بتانا مقصود ہے كہ خاوند نے بیوی كو اس كے حقوق كی ادائیگی بھی نہیں كی، اور بلكہ بیوی كا بہت سارا مال بھی اڑا لیا، اور ماں كے پاس پرورش پانے والی بیٹی كا خرچ بھی ادا نہیں كیا، بلكہ اس كا لباس بھی اڑا لیا...
اب یہ بتائیں كہ وہ اس سو ڈالر كی رقم كا كیا كرے، كیا وہ بیٹی پر خرچ كر دے یا كہ اسے خاوند كو واپس كرنا ہونگے كیونكہ طلاق كو اس وقت دو برس ہونے كو ہیں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اگر كسی شخص كو كسی دوسرے شخص كے ذمہ كوئی حق ہو، اور اس سے وہ اپنا حق نہ لے سكے، اور اس كا مال ہاتھ لگ جائے توا كثر علماء كرام كہتے ہیں كہ حقدار شخص ہاتھ آنے والے مال میں سے بقدر حق لے سكتا ہے.

اور اس كے جواز كی اس صورت میں اور بھی تاكید ہو جاتی ہے جب اس حق كا كوئی ظاہر سبب ہو مثلا بیوی اور اولادكا نان و نفقہ.

سنت نبویہ میں اس كی دلیل درج ذیل حدیث میں ملتی ہے:

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان كرتی ہیں كہ ہند بن عتبہ رضی اللہ تعالی عنہا نبی كریم صلی اللہ علیہ وسلم كے پاس آ كر عرض كرنے لگی:

اے اللہ تعالی كے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ابو سفیان ایك بخیل آدمی ہے، اگر میں اس كی لاعلمی میں كچھ مال نہ لوں تو میرے اور اولاد كے لیے كافی مال نہیں ملتا ؟

رسول كریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم بہتر اور معروف طریقہ سے اتنا كچھ لے لیا كرو جو تمہیں اور تمہاری اولاد كے لیے كافی ہو "

صحیح بخاری حدیث نمبر (5364) صحیح مسلم حدیث نمبر (1714).

چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہند رضی اللہ تعالی عنہا کے لیے خاوند کے مال سے اپنا اور اولاد کا نان و نفقہ خاوند کے علم کے بغیر لینے کی اجازت عطا فرمائی.

علماء کرام کے ہاں یہ مسئلہ ہاتھ لگنے کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے.

ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" مسئلہ ظفر میں علماء نے بہت وسیع کلام کی ہے.... کچھ نے تو بالکل منع کیا ہے.... اور کچھ نے درمیانہ راہ اختیار کرتے ہوئے کہا ہے:

اگر اس کا کوئی ظاہر سبب ہو مثلا زوجیت یا والدین اور اولاد اور ملك یمین جو انفاق کا موجب ہو تو پھر وہ بغیر بتائے بقدر حق لے سکتا ہے.

لیکن اگر ظاہر سبب نہ ہو مثلا قرض اور فروخت کردہ چیز کی قیمت وغیرہ تو بتائے بغیر لینا جائز نہیں.

اس مسئلہ میں عدل و انصاف پر مبنی قول یہی ہے، اور سنت کے صریح دلائل بھی اس پر دلالت کرتے ہیں؛ اور اس کے قائلین بھی سعادت مند ہیں " انتہی

دیکھیں: اعلام الموقعین (4 / 21).

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال کیا گیا:

ایك شخص عمارت کا چوکیدار ہے اور عمارت کا مالك اسے تنخواہ نہیں دیتا، چوکیدار نے مالك کے تین سو ریال پائے تو لے لیے کیا اس کے لیے یہ ریال رکھنے جائز ہیں یا نہیں ؟

شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا:

" یہ مسئلہ اہل علم کے ہاں " مسئلہ ظفر " ہاتھ لگنے کا مسئلہ کہلاتا ہے، اور راجح قول کے مطابق جائز نہیں؛ یعنی اگر کسی انسان کا دوسرے شخص پر حق ہو اور وہ اسے اس کا حق ادا نہیں کرتا تو کیا حقدار اس شخص کے مال پر اگر قادر ہو اور اسے مل جائے تو وہ اپنے حق کے مطابق مال لے سکتا ہے یا نہیں ؟

ہم کہیں گے کہ اس کے لیے لینا جائز نہیں، لیکن اگر حق کا سبب واضح اور ظاہر ہو مثلا اگر حق نان و نفقہ تھا یعنی اگر خاوند نفقہ نہیں دیتا تو بیوی اس کے مال سے بقدر ضرورت لے سکتی ہے.

اور اسی طرح قریبی رشتہ دار بھی اپنے قریبی رشتہ دار کے مال سے بقدر ضرورت اس وقت لے سکتا ہے جب وہ اپنی

ذمہ داری پوری کرتے ہوئے خرچ ادا نہیں کرتا، اس میں کوئی حرج نہیں.

اور اسی طرح اگر میزبان مہمان کی مہمان نوازی نہیں کرتا تو وہ اس کے لیے بھی لینے میں کوئی حرج نہیں، لیکن شرط یہ ہے کہ اس میں فتنہ و خرابی نہ پائی جائے، اور نہ ہی ایسا کرنا عداوت و دشمنی اور بغض و لڑائی کا سبب بنے " انتہی

دیکھیں: فتاوی نور علی الدرب (9 / 322 ـ 323).

اس بنا پر اگر بیوی کا کہنا حق ہو کہ خاوند اسے اس کے حقوق نہیں دیتا، اور نہ ہی اس کی بیٹی پر خرچ کرتا ہے تو پھر بیوی کے لیے یہ مال لے کر اپنی بیٹی پر خرچ کرنے میں کوئی حرج نہیں.

واللہ اعلم